**استغاثہ (مرکزی خیال)**

اس نظم میں افتخار عارف کہتے ہیں کہ ہماری قوم نے اپنے بزرگوں کی روایات کو ترک کر کے گمراہی اختیار کرلی ہے محبت، بھائی چارگی،اخلاق و آداب اور درگزر کو چھوڑ کر حرص و ہوس اور نا اتفاقی کو اختیار کرلیا ہے۔اب کوئی معجزہ ہی قوم کو اس کیفیت سے نکال سکتا ہے۔لہٰذا وہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں معجزے کے طلبگار ہیں کہ اے خدایا اب تیرا ہی آسرا ہے۔

اس نظم میں افتخا ر عارف کہتے ہیں کہ اے خدا تعالیٰ میں اس امید کے ساتھ تیری بارگاہ میں مدد کا طلبگار ہو کر معجزے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ میری قوم نے اپنے بزرگوں کی اچھی روایات محبت و بھائی چارگی ،عفوودرگزر کو ترک کرکے گمراہی کا راستہ اختیار کرلیا ہے۔اے خدایامیں تیری بارگاہ میں یہ درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں۔اور یہ چاہتا ہوں کہ دینی رحمت سے ہماری وہ پرانی اقدارو روایات کو پھر زندہ کردے۔تیری ذات سے ہمیں قومی اُمید ہے کہ تو اپنے معجزے سے ہمیں اس مشکل سے نکال لائے گا۔

**پروین شاکر نظم مشورہ(مرکزی خیال)**

**تعارفِ شاعر:**

پروین شاکر جدید اُردو ادب اور شاعری کا اہم حوالہ ہیں۔ان کی شاعری کا موضوع انسانی ذات خاص کرنسوانی جذبات و احساسات ہیں۔جس میں جذبات کی شدت اور بیان کی شیرنی شامل ہے۔ان کی شاعری کا محبت اور عورت کے گرد گھومتی ہے۔لیکن وہ صرف روحانی شاعرہ ہی نہیں بلکہ ان کی شاعری میں محبت،دوستی اور ہمدردی کے مضامین بھی نمایاں ہیں۔

**مرکزی خیال:**

پروین شاکر کی نظم میں نوجوان لڑکیوں کے لیئے پیغام ہے،نوجوان کی عمر میں پختگی نہیں ہوتی اور عموما تجربہ کاری اور جذبات کی شدت ذیادہ ہوتی ہے۔ایسے میں کوئی بھی غلط فیصلہ اور قدم انہیں زندگی کی ایسی تلخیوں اور ناکامیوں سے دوچار کرسکتا ہےجو عمر بھر کا روگ بن جاتی ہیں۔اس عمر میں دیکھے گئے خوابوں میں رومانویت اور دلکشی پائی جاتی ہے،لیکن ایسے خوابوں کو تشکیل دیتے وقت شاعرہ نوجوان بچیوں کو یہ مشورہ دیتی ہیں کہ احتیاط سے اس معاملے میں کا م لیں ،اپنے معاشرتی تقاضوں اور اقتدار کو بھی نظر میں رکھا جائے۔آئیڈیل کی تلاش اور اس کی ناکامی بعض اوقات لا حاصل خواہش بن جاتی ہے،اور اس کی تلخی کا زہر زندگی بھر کا دکھ ا ور روگ بن جاتا ہے۔لہٰذا جوان کی امنگوں اور خوابوں کی جستجو میں اپنے معاشرتی تقاضوں اور اقتدار کا لحاظ کرتے ہوئے کوئی فیصلہ کیا جائے۔

**رباعی میر انیس**

نافہم سے کب دادِ سخن لیتا ہوں

دشمن ہو کہ دوست سب کی سن لیتا ہوں

چھپتی نہیں بوئے دوستاں یک رنگ

کانٹوں کو ہٹا کہ پھول چُن لیتا ہوں

**تعارفِ شاعر:**

میر ببر علی انیس اُردو شاعری کے اہم مرثیہ نگار شاعر ہیں ان کا کلام فصیح و بلیغ ہے۔مناظر قدرت اور انسانی جذبات کی مصوری میں ان کو حیرت ناک قدرت حاصل ہے۔بلاشبہ وہ ایسے بلند پایہ شاعر ہیں جنہوں نے اُردو شاعری کو مغربی شاعری کے مقابل لا کھڑا کیا ہے۔

**تشریح:**

میر انیس اس رُباعی میں کہتے ہیں کہ میں اپنے کلام کی تعریف میں تنگ نظر نہیں ہوں،دوست ہو یا دشمن اگر وہ عقلمند اور سمجھدار ہے تو میں اُس کی داد کو قبول کرتا ہوں،ادب ناشناس لوگوں سے میں اپنی توہین بھی سُنناگوارا نہیں کرتا۔میں سمجھتا ہوں کہ سخن فہم لوگوں کی تعریف کانٹوں کو ہٹا کر پھول چُننے کے مترادف ہے،کیونکہ اچھے لوگ پھولوں کی جیسی خوبیوں کے حامل ہوتے ہیں۔

**رُباعی امجد حیدر آبادی**

ہر چیز مسببِ سبب سے مانگو

منت سے خوشامد سے ادب سے مانگو

مانگو کیوں غیر کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو

بندے ہو اگر رب کے تو رب سے مانگو

**تعارفِ شاعر:**

امجد حیدر آبادی اُردو ادب و شاعری میں معروف نام ہے۔آپ کی شاعری میں تصوّف ،فلسفہ حیات،اخلاقیات کے مضامین پائے جاتے ہیں۔ایک عرصے تک غزل اور نظم کہتے رہے بعد میں رُباعی کو ذریعہ اظہارِ خیال بنایا۔آپکا کلام ریاضِ امجد کے نام سے شائع ہوا۔

**تشریح:**

امجد حیدر آبادی اس رُباعی میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے وہ ہی خالق و مالک ہے،تمام اسباب کا بھی وہ ہی پیدا کرنے والا ہے اس لیئے ہمیں عاجزی اقدام اور خوشامد کے ساتھ اُس کی عبادت و بندگی کرنی چاہیئے کیونکہ صرف وہ ہی ذاتِ واحد ہےجو دُعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔غیر خدا کے آگے ہاتھ پھیلانے سے کچھ نہیں ہوگا صرف خدا تعالیٰ سے ہی مانگو اور اُسی پہ یقین، بھروسہ رکھتے ہوئے اُس کی بارگاہ میں ادب و عاجزی سے کھڑے ہو جاؤ۔

**عرفان حیات (رُباعی) جوش ملیح آبادی**

دنیا میں ہیں بے شمار آنے والے

آتے ہی رہیں گے روز جانے والے

عرفان حیات ہو مبارک تجھ کو

اے حشرتِ غم پر مسکرانے والے

**تعارفِ شاعر:**

**تشریح:**

**رُعبائیات (سوال جواب)**

س:مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیئے:

س:انیس نے اپنی کن دو خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔وہ خوبیاں بیان کریں:

ج:انیس اپنی رُباعی میں کہتے ہیں کہ وہ ادب نشناس و نا فہموں سے دادِ سخن لے کر خوش نہیں ہوتے،انہیں عقلمند اور سمجھدار لوگوں کی داد سے خوشی ہوتی ہے چاہے وہ دوست ہو یا دشمن ہو انہیں اُس سے فرق نہیں پڑتا،دوسری بات یہ کہ وہ کہتے ہیں میں کانٹوں کو ہٹا کہ پھول چُن لیتا ہوں یعنیٰ غیر ضروری کو نظر انداز کرکے ضروری اور اہم چیزیں لے لیتا ہوں۔

س:جوش نے اپنی رُباعی میں زندگی کی کیا حقیقت بیان کی ہے؟

ج:جوش کہتے ہیں کہ بے شمار لوگ اس دنیا میں آئے اور چلے گئے،آئیندہ بھی یہ دنیا ۔۔۔۔آباد رہے گی لیکن میرے نزدیک زندگی میں وہ لوگ قابلِ تعریف ہیں جو زندگی کی اصل حقیقت یعنیٰ مصائب و آرام کو خندا پیشانی سے قبول کرتے ہیں،حوصلے اور صبر سے کام لیتے ہوئے ہنستے مسکراتے زندگی کے غم کو برداشت کرتے ہیں۔

س:امجد حیدر آبادی نے اپنی رُباعی میں کیا نصیحت کی ہے؟تفصیل سے بتائیے:

ج:امجد حیدر آبادی نے اس رُباعی میں یہ نصیحت کی ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے دُعا اور التجا نہیں کرنی چاہیے۔کسی غیر کی آگے ہاتھ نہیں پھیلانا چاہیے۔کیونکہ صرف وہ ہی رب ہے اور تما م اسباب کا پیدا کرنے والا ہے،اس لیے اُس کے حضور ادب و احترام اور عاجزی سے کھڑے ہو کر خوشامد کرنی چاہیے اس یقین کے ساتھ کہ وہ ہماری مشکلات کو دُور کرنے والا ہے۔

س:حُبِ وطن کے تقاضے کے طور پر صادق دہلوی نے کیا ترغیب دی؟

ج:صادق دہلوی اس رُباعی میں ترغیب دیتے ہیں کہ وطن کی محبت سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔حبِ وطن کا تقاضہ ہے کہ اگر وطن سے باہر بھی ہوں تو دلوں میں وطن کی محبت قائم و آباد رہے۔

رُباعی کے کیا معنیٰ ہیں اس کی ہئیت بیان کیجیے:

ج:رُباعی عربی زبان کے لفظ رُبع سے اخذ کیا گیا ہے جس کے لغوی معنیٰ ’’چار‘‘ کے ہیں۔رُباعی چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔رُباعی کا پہلا،دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں۔رُباعی کا کوئی خاص موضوع نہیں ہوتا عام طور پر فلسفیانہ اور۔۔۔۔۔آموز مضامین بیان کیے جاتے ہیں۔

س:جوش کی رُباعی کا مرکزی خیال لکھیے:

**مرکزی خیال:**

جوش اپنی رُباعی میں زندگی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ زندگی کی مشکلات اور رنج و غم کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرنا چاہیے،یہ ہی وہ ہنر ہے جو انسان کو کامیابی کے ہمکنار کرتا ہے۔

س:صادق دہلوی کی رُباعی حبِ وطن سے ہمیں کیا تعلیم ملتی ہے؟

ج:صادق دہلوی کی رُباعی میں حبِ وطن کا درس ملتا ہے کہ انسان کو اپنی زمین اور مٹی سے تعلق برقرار رکھنا چاہیے اور اس کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

س:لفظ ’’مسبب‘‘ کے کیا معنیٰ ہیں اور امجد حیدر آبادی نے اپنی رُباعی میں کیا پیغام دیا ہے؟

ج:لفط ’’مسبب‘‘ کا مطلب ہے’’سبب پیدا ہونا یا سبب پیدا کرنے والا‘‘شاعر نے اس رُباعی میں اللہ تعالیٰ کو ’’مسبب الاسباب‘‘ بنایا ہے،وہ پیغام دیتے ہیں کہ ہمیں صرف اللہ کی بندگی کرنی چاہیےکیونکہ وہ ہی ہے جو دعاؤں اور خواہشات کو سنتا اور اُنکی تکمیل کرتا ہے۔